انتظار

ان صفحات میں ابلاغ کی بات چل رہی ہے۔ایک اور عجیب طرح کے ابلاغ کی بات بھی ہو جائے۔یہ ابلاغ خاص طور سے ہمیں میسر ہے۔بلکہ یہ ابلاغ وترسیل ہمارا مقدر ہے وہ یوں ہے ؎

اے نامہ بر اللہ وہاں تک تجھے پہنچائے　　ہم خط تجھے دیتے ہیں پتہ دے نہیں سکتے

پھر بھی ؎

عریضہ ہاتھ میں موجوں کی دے دوں　　قدم اک معتمد کا درمیاں ہے

اس یقین واعتماد سے ہمارا کچھ تو رشتہ ہے جو ہماری راہ میں ابلاغی خلا/Communication Gap یا ترسیلی المیہ کو ابھرنے نہیں دیتا،سر ابھارنے نہیں دیتا، کچھ ہو بھی تو محسوس نہیں ہونے دیتا۔اس رشتہ سے ملا ہوا ہی انتظار ہے جو ہمارا ازلی مقدور ہے۔اس انتظار سے ہمارا یہ رشتہ تازہ بھی ہوتا رہتا ہے، پختہ بھی ہوتا جاتا ہے،نکھرتا بھی رہتا ہے۔

ہمیں خوشی ہے،خوشی ہونا ہی چاہئے۔ہم اپنے کو بڑا بھاگوان سمجھتے ہیں کہ ہمیں بھگوان رحمان حکیم ومنان نے امتحان کی اس منزل میں داخل کیا ہے جو انتظار کہلاتی ہے۔خود امتحان کوئی ایسی ویسی چیز نہیں ہے۔امتحان کی منزل یعنی اگزیم روم میں تو خلیلؑ خدا بھی مل جاتے ہیں۔یہ امتحانی انتظار ہے کہ ہماری نسلیں ختم ہوتی جاتی ہیں اور ہم ہیں جو اس منزل کو سینے سے لگائے ہیں تو چھڑانے کا نام بھی نہیں لیتے، ہم جان دینے سے گریز نہیں کرتے لیکن قتیلِ ہجر نہیں ہونا چاہتے، 'شہید ناز' ہونا چاہتے ہیں یوں کہ ؎

ہو ساتھ تو ارماں دل موہوم سے نکلے　　عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

انتظار بھی تو غیبت کے بدر کامل،غیب کے مظہر کامل، دو طرفہ محبت خداوندی کے نمونہ کا انتظار، جاء الحق کا راستہ، زھق الباطل کی راہ دیکھنا، ہمیں سچ کا سچا انتظار ہے۔مطلب کچھ نہ کچھ سہی ہمارے اندر سچ کی تڑپ ہے، ہمارے اندر سچ بسا ہے۔ایمان کی بات ہے، ہمارے اندر ایمان تازہ ہے، ہم مظہر الایمان کے منتظر ہیں، اگر ہمیں اپنے اندر کفر کا شائبہ بھی لگتا، تو قامع الکفر والطغیان کے سامنے آنے کی ہلکی سی تمنا بھی کیوں کرنے لگتے؟ ہم میں طغیان نہیں،تقویٰ اور قرآن کا پاس ہے،تبھی تو امام المتقین اور شریک القرآن کا راستہ دیکھ رہے ہیں۔کم از کم ہمارے اندر ظلم کی مخالفت اور عقل وانصاف کی حمایت وموافقت ہے،تبھی تو اس کا انتظار ہے جو صرف دنیا میں عدل وانصاف اس طرح قائم کرے گا جیسے پہلے دنیا ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔

یہاں ہمارے ایمان کی بھی صفائی ہو جاتی ہے۔غائب کا انتظار کیا ایمان بالغیب کی سیدھی نشانی نہیں ہے، ایمان تو بس غیب پر ہوتا ہے، ظاہر نبی یا امام پر ایمان تھوڑے نہ ہوتا ہے، ایمان تو نبوت یا امامت پر ہوتا ہے جو غیب کی بات ہوتی ہے۔پھر بھی دنیا دھوکا کھا سکتی ہے کہ ظاہر شخصیت سے ظاہری وابستگی کے پیچھے ممکن ہے ایمان نہ ہو کسی اور طرح کا طوفان ہو۔یہاں تو غائب کے منتظر ہیں، کسی رورعایت کا سوال بھی نہیں اٹھتا۔تبھی تو اتنی شدت کے ساتھ انتظار کو گلے لگائے ہوئے ہیں، گلے گلے تک بلاؤں میں گھرے جا رہے ہیں لیکن انتظار سے ہاتھ اٹھا لینا نہیں جانتے، ہمیں تو قیامت کا انتظار ہے ہمارا انتظار قیامت ہے اگر اسی انتظار کے دوران کہیں لبوں پر جان آجانے کا احساس ہونے لگتا ہے، قضا پر راضی رہتے ہیں، بڑے سکون واطمینان سے کچھ کہہ کے سو جاتے ہیں ؎

----- غیبت کے دن شمار کرتے کرتے　　جبرئیل جگا دینا لحد میں آکر

اب سوتے ہیں انتظار کرتے کرتے

شعاع عمل کا موجودہ شمارہ کچھ اسی انتظار کے حوالہ ہے۔مبارک ومسعود ہے یہ انتظار۔خدا قائم رکھے 'انتظار' کو، 'قائم' کو　　(م۔ر۔عابد)